OPEN ACCESS
Tadabbur-e-Uloom-e-Islamia Research Journal (TUIRJ)
www.tadabburjournal.com
Peer Reviewed Journal
ISSN (print):
ISSN (online):

Tadabbur-e-Uloom-e-Islamia (TUIRJ)
Volume:2, Issue:2,July 2021

فراغت کے اوقات کا درست استعمال ازروئے قرآن

The Correct use of Leisure time According to the Qur'an

Published: 01-07-2021
Accepted: 10-05-2020
Received: 08-04-2020

Dr.Maria wahid

Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
Email:Chandamalik7@yahoo.com

Abstract:

Can help clarify the meaning of leisure. If the lexical meaning of leisure is taken into account in the literal sense, then leisure means the time which is available after getting rid of the daily chores, salvation and redemption a time in which man is naturally and naturally acquainted with the feelings of peace and tranquility and finds a sufficient amount of time in which there is a world of carefree and comfort, a time that man will also find in his life so it means that he has found time for leisure and such time is available almost daily in the life of every human being. Although it is possible to reduce the amount of time.

Allah Almighty blessed human beings with limited freedom and some duties and rights and also provided a guided Qur'anic guidance so that they can have free time after completing their duties.

spend it in constructive works so that not only he but the whole society can be associated with the remembrance of God in this worldly and other worldly success. And every intelligent person has a duty that they spread the knowledge of knowledge to others besides themselves so that Qur'anic guidance may become common in our life along with the reorganization of the modern nation of Islam and we may not be among the regretrs in this world and in the hereafter.

Keywords: lexical, Leisure time, Correct, knowledge Qur'anic guidance, Islamic Teaching.

تمہید:

لغت میں "فراغت" کے لیے (مونث) چھٹکارا، نجات، خلاصی، فرصت، راحت (1) اطمینان، بے فکری، رہائی، آرام، آسودگی(2)(اسم مؤنث) کسی کام سے فرصت پانا مہلت، سوفتہ، چھوٹ، افراط، کافی، چین کے الفاظ آئے ہیں(3)"فراغت سے" کے متعلق(تابع فعل)"دل جمعی سے" کے الفاظ آئے ہیں(4) جبکہ وَقتُ الفَراغ کو"فرصت کا وقت" سے واضح کیا گیا ہے۔(5)

نسیم دہلوی کے الفاظ

لو فراغت ہوگئی کیسا سبک جاں ہوگیا

چاک دامن ہوگیا ٹکڑے گریباں ہوگیا

فراغت کا مفہوم واضح کرنے میں مددگار ہوسکتے ہیں۔ لغوی معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے فراغت کے اصطلاحی مفہوم تک رسائی حاصل کی جائے تو فراغت سے مراد ایسا وقت جو معمول کے روزمرہ کاموں سے چھٹکارا، نجات اور خلاصی حاصل کرنے کے بعد میسر ہو فراغت کا وقت کہلائے گا۔ ایسا وقت جس میں انسان فطری و طبعی طور پر چین آرام وراحت کے احساسات سے آشنا ہو اور کافی مقدار میں ایسا وقت پائے جس میں بے فکری اور آسودگی کا عالم ہو تو ایسا وقت جو انسان بھی اپنی زندگی میں پائے گا تو اُس سے مراد یہ ہوگا کہ اُس نے فراغت کا وقت پالیا اور ایسا وقت ہر انسان کی زندگی میں تقریباً روزانہ ہی میسر ہوتا ہے۔ گو کہ مقدار اوقات میں کمی بیشی ممکن ہے۔

دراصل کائنات کی تمام مخلوقات اپنے تصرف میں ازل سے بنیادی طور پر محدود و مخصوص آزادی کا حق حاصل کیے ہوئے ہیں۔ ہر ذی عقل انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ یہ منظم اور متوازن نظامِ کائنات تخلیق کرنے والے نے اپنے اشرف المخلوقات کو بھی ایک منظم ومتوازن نظام کے زیرِسایہ حیات بخش رکھی ہے۔ ہر چیز کی عمل و حرکت اپنے اندر مقصدِ حیات کا فلسفہ پوشیدہ رکھے ہوئے ہے۔ اس کائنات کا از خود کار نظامِ عمل و حرکت دیکھیں یا جہانِ صغیر (انسان) کے جسمانی و عقلی نظام پر غور کریں تو لا محالہ انسانی سوچ کے زاویے اُس محور تک رسائی کی تجسس میں کھو جاتے ہیں کہ ان کو بنانے والا، کارآمد کرنے والا، ہدایت دینے والا، بروقت ردِعمل پر تیار کرنے والا کوئی تو ہے۔ اور وہ دنیا ومافیہا کا سچ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مبارکہ ہے۔

انسان کی یہ عمل و حرکت 2 طرح سے ہے۔ ایک وہ جو اس کے اختیار میں ہے دوسری وہ جو اُن کے اختیار سے باہر ہے۔ یہ فلسفہ قابل غور ہے کہ جو اختیار میں ہے وہ غیر ہدایت یافتہ نہیں اور جو انسان کے اختیار سے باہر ہے اُس کا ذمہ تو اللہ نے اپنے اوپر لے رکھا ہے یعنی آزادی تو ہے مگر لامحدود نہیں۔ مگر جو انسانی اختیار میں ہے اُس کو فطری نظامِ زندگی سے ہم آہنگ بنانے کے لیے اللہ نے اپنی طرف سے آسمانی کتب کی صورت میں اپنے پیامبروں کے ذریعے دنیا میں بھیجا تاکہ وہ اشرف المخلوقات کی راہ نمائی کرسکیں کہ معاشرتی وخاندانی زندگی کا اسلوب کیا ہے؟ اُس کے تقاضے کیا ہیں؟ انسانوں سے اللہ کو توقعات کیا ہیں؟ انسانوں کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

انسان کی پیچیدہ شخصیت اور ہدایت ربانی:

ہم جانتے ہیں کہ انسان ایک پیچیدہ اور متنوع قسم کی شخصیت و وجود کا حامل ہے۔"اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے انسان کو عالم کبیر کا ایک نمونہ بنایا ہے اور دو قسموں میں اس کو منقسم فرمایا ہے۔ایک نفس ظاہر لطیف اور دوسرا جسم کثیف اور ان دونوں میں روح حیوانی کو وسیلہ قرار دیا ہے"۔(6)ان تینوں عناصر کا مجموعہ انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ وہ جان سکے کہ

1۔وہ اپنے اختیار کا کتنا حق رکھتے ہیں؟

2۔ان کی عقل کی حد کیا ہے؟

3۔ہمارا نفس کس نوعیت کا ہے؟

4۔ہماری پیدائش کا فلسفہ کیا ہے؟

5۔ہماری خاتمہ اور امتحان کس کسوٹی پر ہو گا؟

اس طرز کے بے شمار سوالات کے جوابات اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن مجید میں دے رکھے ہیں۔اور مفکرین اسلام بھی اپنی تحریروں میں اس فلسفہ کے پوشیدہ راز الفاظ کے ذریعے عیاں کرتے رہتے ہیں مثال کے طور پر امام غزالیؒ کی تحریر انسانی نوعیتِ افعال جاننے کے لیے کافی ہے۔"اللہ تعالیٰ نے انسانی ہیکل میں اپنے اس فعل کو اپنی قدرت کا خلیفہ بنایا تاکہ یہ انسان بھی افعال الٰہی میں سے اُس کام کے کرنے پر قادر ہو جو اس کی طاقت میں ہے پس انسان بھی جس کے اندر مثل قدرۃ اُولیٰ کے فعل کا فاعل ہو گیا اور جب انسان اپنی عقل کے ذریعہ سے افعال ظاہرہ اور خفیہ کا فاعل ہوا تب اللہ نے صنعت کا دروازہ اس کے اوپر کھول دیا۔پس یہ انسان منفعل اس سبب سے ہے کہ خدا سے نیچے مرتبہ میں ہے اور فاعل اس سبب سے ہے کہ کل مخلوقات سے مرتبہ میں بلند ہے۔انسان اپنے نفس کے ساتھ فاعل اور اپنی عقل کے ساتھ مختار ہے۔اور اپنی روح اور جسِ کے ساتھ شرف یافتہ ہے۔"(7)

مختلف مدارج وارتقا سے گزرنے کے بعد انسان کی طبعی وروحانی ترقی اللہ تبارک کی حکمت پر مبنی ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے قرآن پاک کا نزول فرمایا تاکہ پیچیدہ طبعیت کے مالک انسان کی روحانی وجسمانی تشفی کا سامان مہیا کیا جاسکے۔

مقررہ وقت اور نظام کائنات: اللہ نے انسان کی طرح کل کائنات کو بھی معین وقت میں پیدا کیا۔

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے: إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ۔ (8)

"یقیناً تمہارا پروردگار وہ ہے جس نے سارے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے"۔

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ۔(9)

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ مہینے ہے جو اللہ کی کتاب (لوح محفوظ) کے مطابق اس دن سے نافذ چلی آرہی ہے جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔"

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے اوامر بھی متعین و مخصوص وقت میں انجام پائے۔ وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی حکمت میں سے ایک حکمت ہے جس کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود کو بھی اس حکمت پر تخلیق کائنات میں کاربند ثابت کیا ہے۔ انسان کو بھی اسی اصول کے تابع رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ کیونکہ اس جہان فانی میں انسان ایک مخصوص مدت تک ہے پھر وقت مقررہ کے اختتام پر ہر انسان اپنے اعمال کا بوجھ اٹھائے خدا سے جاملتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ۔(10)

"ہر ایک چیز معین معیاد تک کے لیے رواں دواں ہے۔ وہی تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے وہی ان نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم اس بات کا یقین کرلو کہ (ایک دن) تمہیں اپنے پروردگار سے جاملنا ہے۔"

مولانا مودودی فرماتے ہیں: نظام کائنات کے مشاہدے سے ہی یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نوع انسانی کو ایک ذی عقل وشعور صاحبِ اختیار وارادہ مخلوق بنانے کے بعد اور اپنی زمین کی بے شمار چیزوں پر تصرف کی قدرت عطا کرنے کے بعد اس کے کارنامہ زندگی کا حساب نہ لے اس کے ظالموں سے بازپرس نہ کرے اور مظلوموں کی دادرسی نہ کرے اس کے نیکوکاروں کو جزا اور بدکاروں کو سزا نہ دے اور ان سے اپنی نعمتوں کا سوال نہ کرے تو ایک غافل بادشاہ سے تو اُس کی عیش پرستی کے سبب یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ غافل ہے مگر ایک حکیم ودانا مالکِ اعلیٰ سے اس تغافل کُشی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔(11)

تخلیقِ کائنات، نظام کائنات، تخلیق انسان اور نظام انسان کے جاری وساری عمل حیات ووجود میں جو امر مشترک ہے وہ "وقت" ہے۔ اللہ نے انسان کے نظامِ جسمانی کو بھی مقررہ وقت کا پابند بنایا ہے یعنی ایک مخصوص وقت تک جاگنے کے بعد نیند اُس کی طبعی ضرورت بن جاتی ہے۔ مخصوص وقت تک سیر ہونے کے بعد بھوک کا دوبارہ لگنا۔ مخصوص مدت تک ماں کے پیٹ میں ٹھہرنے کے بعد انسانی پیدائش اور پیدائش کے بعد نشوونما پھر مکلفین پر مخصوص اوقات پر فرائض کی ادائیگی اور دنیاوی ضرورتوں کی تکمیل کا فریضہ متعین کردیا ہے۔ تاکہ دنیا کے اہم رکن کو کائنات کے نظام سے مطابقت دی جاسکے۔ پھر بطور خاص مسلمانوں پر ارکان اسلام کی یعنی ایک دن میں نماز کی مخصوص وقت پر ادائیگی، وقت مقررہ پر روزہ کی سحری وافطاری، مخصوص ایام میں حج وعمرہ کی ادائیگی اور مخصوص اوقات میں معاش کی تلاش وغیرہ شریعت اسلامیہ میں بنیادی اہمیت کے حامل امور ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں "امت کی سیاست بغیر اس کے پوری نہیں ہوا کرتی کہ ان کے لیے ساعتوں کے اوقات متعین کردیئے جائیں۔ تعین اوقات میں اصلی امر فراست اور حدس ہے جس سے مکلفین کی حالت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے اس سے وہ چیز اختیار کرلی جاتی ہے جو لوگوں پر گراں نہ ہو اور اُس سے مقصود حاصل ہوجائے اور اس کے علاوہ تعین اوقات میں اور بھی حکمتیں اور مصلحتیں ہوا کرتی ہیں جنکو راسخین فی العلم ہی جانتے ہیں۔(12) مفکرین اسلام نے اوقات میں پوشیدہ راز کی پردہ کُشائی ان الفاظ سے کی ہے کہ وقت میں چند مخصوص خصوصیات وقاعدے ہیں۔ انسان جن کا پابند ہے اور اللہ تبارک نے جس کی قسم اٹھائی ہے۔

وقت کے قاعدے:

i۔اللہ تبارک وتعالیٰ زمانہ سے برتر ہے

ii۔اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لیے درست وقت کا انتخاب (تمام طبعی تشویشات سے آدمی کا آزاد ہونا)

iii۔عبادات ادا کرنے کا ایسا وقت کا انتخاب کرنا جس سے خدا کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کی یاد آجائے۔(13)مثلاً(بقرعید کی نماز سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح ہونے کا قصہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ، إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ(14)

"زمانے کی قسم، انسان درحقیقت بڑے گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جس کا موضوع ہی انسان ہے میں زمانہ کی قسم اٹھا کر وقت کی اہمیت اور انسان کی بے بسی کے پیغام کے ساتھ ساتھ کامیابی کی طرف راہ نمائی بھی فرمادی ہے۔یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمانہ کی گردش سے محفوظ جن افراد کی نشاندہی کی ہے اُن میں چار صفات پائی جاتی ہیں۔

1۔ایمان

2۔ عمل صالح

3۔ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرنا

4۔ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنا۔

اب اللہ نے زمانہ کی قسم کھا کر یہ وضاحت کردی کہ زمانہ اس حقیقت پر گواہ ہے کہ انسان بڑے خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جن میں یہ چار صفتیں پائی جاتی ہیں۔زمانے کا لفظ گزرے ہوئے زمانہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور گزرتے ہوئے زمانہ کے لیے بھی جس میں حال درحقیقت کسی لمبی مدت کا نام نہیں۔ہر آن گزر کر ماضی بنتی چلی جارہی ہے اور ہر آن آکر مستقبل کو حال اور جاکر حال کو ماضی بتارہی ہے یہاں چونکہ مطلقاً زمانہ کی قسم کھائی گئی ہے لہٰذا دونوں زمانے مفہوم میں شامل ہیں۔اب وقت کی رفتار وہی سمجھ لی جائے جو گھڑی میں سیکنڈ کی سوئی کے چلنے سے ہم کو نظر آتی ہے اور اس بات پر غور کیا جائے کہ ہم جو کچھ بھی اچھا یا برا فعل کرتے ہیں اور جن کاموں میں بھی مشغول رہتے ہیں سب کچھ اسی محدود مدت عمر ہی میں وقوع پذیر ہوتا ہے تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا اصل سرمایہ یہی وقت ہے جو تیزی سے گزر رہا ہے۔لغت کے اعتبار سے خسارہ نفع کی ضد ہے قرآن نے اس لفظ کو فلاح کے مقابلے میں استعمال کیا ہے یعنی فلاح کے معنی کی مانند خسارے سے قرآنی مراد یہ ہے کہ خسارہ محض دنیوی ناکامی یا خستہ حالی کا ہم معنی نہیں بلکہ دنیا سے لے کر آخرت تک انسان کی حقیقی ناکامی و نامرادی پر حاوی ہے۔(15)

مذکورہ بالا بحث وقت کی اہمیت، انسان کا وقت کے آگے بے بس ہونا اور وقت کا امر خدائی ہونا سے متعلق انسانی تجسس کی تشفی کرتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان اپنے فرائض کی تکمیل کے بعد اپنی خانگی زندگی میں وقت کے کچھ لمحات ایسے پائے جس میں فارغ ہو تو اس صورت میں قرآن پاک کی ہدایات اُس کے لیے کیا راہنمائی کرتی ہیں؟

انسان کا اولین اور مقدم مقام اس کا گھر ہوتا ہے جہاں افراد اپنی مخصوص حیثیات کے تحت چند حقوق و فرائض ادا کرنے کی پابندی کے سنگ مل کر رہتے ہیں۔ انسان اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے بعد اپنے ارد گرد رہنے والے افراد کے ساتھ تعلقات کی بنیاد پر زندگی کی بہاروں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ تلاشِ معاش اور حقوق اللہ کی تکمیل کے بعد جو فارغ وقت انسان کو میسر ہوتا ہے وہ اپنے بیوی، بچوں اور خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ سکون و تحفظ کے احساس کے ساتھ گزارنا پسند کرتا ہے۔ انہی کی خاطر قربانیاں دیتا ہے اور اس سے نہ صرف اسکی اپنی جبلتی خواہش کی تکمیل ہوتی ہے بلکہ محبتیں اور قربانیاں وصول کرنے والوں کو اس عمل کے جاری رکھنے کا سبق بھی دیتا ہے۔ گھر کی چار دیواری کی محبت بھری دنیا کے متعلق اللہ نے نہایت خوبصورت بات کی کہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا (16)

"اور اللہ نے تمھارے گھر جائے سکون بنائے"

مقصد حیات کی تکمیل کے ساتھ تفریح، خوش طبعی، تعمیری سماجی کاوشیں، تصحیح کردار کی کوشش، اخلاقی تربیت، ذاتی اعمال کا احتساب، حالات حاضرہ کا جائزہ و نصیحت پکڑنا، گھریلو امور کی رپورٹ، صحت وصفائی پر توجہ، متوازن غذا کی فراہمی جیسے امور انسان اپنے فراغت کے ان اوقات میں سرانجام دیتا ہے جو فرائض کی ادائیگی اور تلاشِ معاش کے بعد اُس کو میسر ہوتا ہے۔ خاتونِ خانہ کے امور کے لحاظ سے اس کی عمومی و خصوصی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے بعد بچ جانے والے وقت کے درست شرعی استعمال کے لحاظ سے نظر ڈالی جائے تو تربیتِ اولاد اس کی اہم ترین ذمہ داری بن جاتی ہے۔ کیونکہ ایسا فارغ وقت جب کسی بچے کو ملتا ہے جب وہ اپنے بڑوں کی نظر سے اوجھل ہو تو وہ خود کو تفریح طبع کے لیے کسی ایسے امور میں مصروف کر سکتا ہے جو ناجائز و حرام ہوں۔

ارشادِ ربانی ہے: إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (17)

"یاد رکھو جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

ماں، باپ اور بچہ گھر کی اکائی کے تین اہم ستون ہیں اگر ان تینوں کو فرائض و حقوق اور ذمہ داری پوری کرنے کے بعد فرصت کے اوقات میسر ہوں تو وہ انہیں جائز شرعی اور تعمیری امور میں صرف کریں کیونکہ اسلام ایسی تفریح سے منع نہیں کرتا جو شرعی حدود سے ٹکرانے والے نہ ہو۔ یہ وقت تخلیقی امور میں بھی صرف کرنے سے اسلام منع نہیں کرتا۔ کیونکہ فرصت کے اوقات میں انسانی ذہن آزاد ہوتا ہے اور بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔ اس کی یہ قوت اگر معاشرتی اصلاح کے ضمن میں استعمال کی جائے تو نہ صرف معاشرتی اصلاح بلکہ اسلامی مقصدِ حیات کا حصول بھی ممکن ہو جائے "آزادی ذہانت اور سمجھ داری کو پروان چڑھاتی اور بچوں کے اندر تخلیقی صلاحیتوں

کی چنگاریوں کو بھڑکاتی ہے۔ آزادیِ تحقیق اور ترقی کے میدان کو کھولتی ہے۔نیکی اور قوت کی طرف پرواز کے لیے آزاد فضاوں کا انتظام کرتی ہے۔بہت سے لوگ اپنی اولاد کو آزادی سے محروم کر کے غلطی کرتے ہیں۔وہ غلطی سے یہ یقین کر لیتے ہیں کہ یہ پابندیاں اولاد کے بڑے ہونے تک خود بخود ختم ہو جائیں گی وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ پابندیاں بچے کے لیے ایک لائحہ عمل کی صورت اختیار کر لیتی ہیں وہ ان سے آسانی کے ساتھ دستبر دار ہوسکتے ہیں اور نہ وہ ان سے الگ ہوسکتے ہیں بالآخر یہی پابندیاں ان کے اور بہت ساری اچھی اور مطلوبہ صفات کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دیتی ہیں۔(18) لہذا ان اوقات کو نہایت احتیاط اور بامقصد طرز پر اُس راہنمائی کے مطابق گزارنے میں ہی نہ صرف شخصی بلکہ پورے خاندانوں کی دنیااور آخرت کی کامیابی ہے۔

ارشادربانی ہے:فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ، وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ"(19)

"لہذا جب تم فارغ ہو جاؤ تو(عبادت)میں اپنے آپ کو تھکاؤ اور اپنے پروردگار ہی سے دل لگاؤ۔"

فراغت کا وقت چونکہ دل و دماغ کی تسکین کا وقت ہوتا ہے یعنی انسان کے دل میں اس وقت میں تفریح کرنے کے جذبات اُبھرتے ہیں لہذا اللہ نے اس کا سامان بھی مہیا کر دیا ہے پوری کائنات میں گھومنے پھرنے اور قدرت کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہونے کی اللہ کی طرف سے اجازت ہے۔مگر یہ تفریح اس انداز میں کی جائے کہ فراغت کے درست معنی کا حق ادا ہو جائے تو دونوں جہانوں کی کامیابی مقدر ٹھہرے۔کیونکہ "فارغ ہونے سے مراد اپنے مشاغل سے فارغ ہونا ہے خواہ وہ دعوت و تبلیغ کے مشاغل ہوں یا اسلام قبول کرنے والوں کی تعلیم و تربیت کے مشاغل یا اپنے گھربار اور دنیوی کاموں کے مشاغل۔حکم کا منشایہ ہے کہ جب کوئی اور مشغولیت نہ رہے تو اپنا فارغ وقت عبادت کی ریاضت و مشقت میں صرف کر دیا جائے اور ہر طرف (دنیاوی لہو ولعب) سے توجہ ہٹا کر صرف اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جایا جائے۔(20)

دوسری جگہ ارشاد ہوا:فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ(21)

"پس مجھے یاد کرو،میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔"

انسان کی خوش بختی کا اندازہ کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے یاد فرمائیں گے ایک محتاج و بے بس انسان کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے ہو سکتا ہے؟ کہ فراغت میں اللہ کا ذکر اُسے دونوں جہانوں کی کامیابی کی نوید سُنا دے۔جبکہ اللہ کو انسان سے اتنا چاہیے کہ اپنے اوقات کی کچھ ساعتیں ذکر اللہ میں گزاریں نہ صرف خود بلکہ اپنے اردگرد کے لوگوں کو حقیقی کامیابی کی ترغیب دیں۔اور یہ حکمت سمجھنے کی کوشش کریں کہ جب اللہ تبارک و تعالیٰ انسان کو یاد فرماتے ہیں تو اسکی مشکلات خود بخود آسان ہو جاتی ہیں لہذا تھکا دینے والی بے سود محنت میں خود کو مصروف کر کے وقت کو ضائع نہ کرے بلکہ قرآنی ہدایت کے مطابق عبادت،ذکرِ الٰہی،کلمِ طیب اور عملِ صالح کو اپنی زندگی کا شعار بنائے اس طرزِ زندگی سے انسان نہ اپنے مقصدِ حیات کی تکمیل کر رہا ہوتا ہے بلکہ ایک حقیقی،کامیاب،اسلامی و فلاحی معاشرے کی بنیادوں کو مضبوط کرتے ہوئے نئی نسل کے لیے پیروی کی راہ بھی ہموار کر رہا ہوتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ "(22)

"میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں"۔

اس آیت میں صرف انسانوں اور جنوں سے متعلق فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے اختیار کے حدود میں اپنے خالق کی اطاعت وعبودیت سے منہ موڑ کر اور خالق کے سوا دوسروں کی بندگی کر کے خود اپنی فطرت سے لڑ رہے ہیں۔ انکو چاہیے کہ آزادی کے حدود میں بھی خود اپنی مرضی سے اسی طرح خدا کی بندگی کریں جس طرح ان کے جسم کا رونگٹا رونگٹا ان کے زندگی کے غیر اختیاری حدود میں اس کی بندگی کر رہا ہے دراصل دونوں مخلوق کا میری عبادت کرنا خود انکی اپنی فطرت کا تقاضا ہے۔(23)

مذکورہ بالا آیات سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے فراغت کے امور پر روشنی ڈالنے اور اس کا مقصد واضح کرنے پر دال ہیں کہ نہ اُن کی تخلیق بے مقصد ہے نہ حیات جو ایک محدود مدت کی ہے، وہ غیر ہدایت یافتہ ہے۔لہذا عمیق سی نظر بھی یہ واضح کر دینے کے لیے کافی ہے کہ وقت کے آگے بے بس انسان متعین کردہ امور پر کاربند رہنے کا پابند ہے۔ کیونکہ وقت چند ایسی خصوصیات رکھتا ہے جس سے فراغت کے اوقات میں بھی فائدہ اٹھانے میں ہی عقل مندی ہے۔ پرُامن معاشرت کی بنیاد میں معاشرے کے افراد کا ذمہ دارانہ رویہ ہی کا رفرما ہوتا ہے لہذا ان افراد کی طرف سے وقت جیسی قیمتی شے کا درست استعمال سماج کو برائیوں سے محفوظ رکھنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔

وقت کی خصوصیات:

i۔ یہ جلدی گزر جاتا ہے۔

ii۔ گزرا وقت واپس نہیں لوٹایا جاسکتا۔

iii۔وقت بہت قیمتی چیز ہے۔

iv۔ وقت کا کوئی نعم البدل نہیں۔

v۔ انسان کی تمام قوتیں وقت کے سامنے بے بس ہیں۔

وقت کی اس محدود مدت اور بے نیازی کو مدنظر رکھتے ہوئے انسان جس کی تخلیق ایک بامقصد امر پر ہوئی ہے، سے شریعت یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے افعال میں جو ساعتیں فراغت کی پائیں وہ اللہ کے ذکر جیسے تعمیری کاموں میں صرف کریں ان فراغت کے مشاغل سے انکی روح، دل ودماغ کو جو فرحت نصیب ہوگی اُس کا کوئی نعم البدل نہ ہوگا۔

ارشاد ربانی ہے:الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ(24)

"جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔"

ہم جانتے ہیں اور اپنی طبیعت کا جائزہ لیں تو بھی اندازہ ہوتا ہے کہ فراغت میں ہم کسی ایسے شغل میں مصروف ہونا چاہتے ہیں جو ہمیں خوشی وفرحت کا احساس دلائے اور اللہ نے راہنمائی فرمادی کہ دلوں کا سکون میرے ذکر میں ہے۔ اس تسکین بخش آرام اور غیر مبدل

ذہنی سکون کو اس طوفانی شور و غوغا کی مسرت ناقابل تبدیلی مادی مسرت کے لازمہ سے امتیاز حاصل ہے۔ جس کا نتیجہ ناقابل فرار حد تک اداس رد عمل میں ہوتا ہے۔ آدمی کا اپنے خالق سے رشتہ جتنا مضبوط ہوگا وہ زندگی کے نظریہ کے بارے میں اتنا ہی زیادہ رجائیت پسند اور خوش اندیش ہوگا۔(25)

انسانی زندگی کی وقت کے لحاظ سے تقسیم دو طرح سے ہے۔

1: خیر کے کاموں میں گزرا ہوا وقت

(عبادات، علم، رزق حلال، فرائض و واجبات کی ادائیگی، بھلائی انسانیت)

2: برائی کے کاموں میں گزرا ہوا وقت

اس کی مزید تقسیم 1: نافرمانی کے کاموں میں (احکام خداوندی کی نافرمانی)

2: غفلت، بیکار کاموں میں (بُرے اور غیر اخلاقی کام)

ارشادِ ربانی ہے: وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ(26)

"اور نہ ہوں آپ غافلوں میں سے"

ترقی یافتہ دور کے انتہائی ذی فہم انسان کو سوچنا چاہیے آج چوری، ڈکیتی، خودکشی، دہشت گردی، ذخیرہ اندوزی، ناچ گانا، سینما حال کی رونقیں، ٹی وی اور منفی سرگرمیوں میں مبتلا ہو جانے سے وہ یقینی طور پر فراغت کے وقت کا غلط استعمال کرنے سے قلبی سکون سے محرومی کے ساتھ ساتھ خدائی عتاب خرید رہا ہے۔ اور غفلت میں پڑا ہوا ہے۔ اسلام اور اللہ تعالیٰ اپنے ماننے والوں سے ایسی توقع ہرگز نہیں رکھتا کہ جس کی تخلیق سے لے کر طبع جوئی تک کا سامان ہم نے فراہم کر رکھا ہو وہ تخریبی کاموں میں خود کو رکھ کر وقت اور صحت کا نقصان کرتا پھرے اور دونوں جہانوں میں بدبختی اُس کا مقدر بنے کیونکہ بُری عادات اپنانے والا اپنے ساتھ معاشرے کے دیگر افراد کو بھی اس برائی میں مبتلا کر دیتا ہے اور یوں فراغت کے اوقات کا اجتماعی طور پر غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ دورِ جدید میں کیبل، ٹی وی، انٹرنیٹ، فیس بک، سوشل میڈیا کا غلط استعمال نوجوان نسل کو جسمانی و ذہنی بیماریوں کے علاوہ اخلاقی گراوٹ کا باعث بنا رہا ہے۔ جس سے نفسیاتی مسائل، احساس کمتری، جھوٹ، راہزنی، دھوکہ دہی، قتل وغارت، اغوا، ریپ، زنا جیسے قبیح ترین مسائل ہمارے معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ اب معاشرے کے تمام ارکان مثلاً اُستاد، شاگرد، والدین، بچے، حکمران و رعایا غرض تمام انسانوں سے اور بطور خاص مسلمانوں سے شریعت اسلامیہ کچھ جائز توقعات و مطالبات رکھتی ہے۔

شریعت اسلامیہ کے مطالبات:

i۔ وقت سے فائدہ اٹھایا جائے۔

ii۔ وقت کا درست اور مفید استعمال کیا جائے۔

iii۔اچھائی کے کاموں میں جلدی کی جائے۔

iv۔ گزرے ہوئے وقت سے عبرت حاصل کی جائے۔

v۔ منصوبے اور تنظیم سے زندگی گزاری جائے۔

vi۔بروقت فرائض کی ادائیگی کی جائے۔

vii۔بروقت معاہدوں کی تکمیل کی جائے

viii۔وقت کا ضیاع کرنے والوں کا علم رکھا جائے اور نصیحت حاصل کی جائے۔

انہی اصولوں پر کاربند رہ کر انسان روحانی ارتقا کی منازل حاصل کر سکتا ہے۔

ارشادربانی ہے:يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ (27)

"کلمات طیبہ وصالح اللہ ہی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور وہ عمل صالح کرنے والوں کو ارتفاع بخشتا ہے"۔

ابوالکلام آزاد صراحت کرتے ہیں، کلم الطیب سے مقصود ایمان باللہ ہے اور عمل صالح سے مقصود انسان کے وہ تمام کام جو صحت واصلاح اور عدل وحقیقت کے مطابق ہوں فرمایا کہ ایمان باللہ صعود کرتا اور بلند ہوتا ہے اور عمل صالح کو اللہ اونچے درجے تک لے جاتا ہے اور یہی ارتقاء روحانی ہے۔(28)

ہم یہ جانتے ہیں کہ ماں کی گود ہی بچے کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے۔اسی درسگاہ میں معاشرے کی اہم اکائی کو عملی زندگی کے لیے تیار کیا جاتا ہے لہذا اس نوخیز ذہن کی تراش خراش اور درست تربیت ہی اس کی کامیاب خاندانی زندگی کی ضمانت ہوتی ہے کہ اُس کو گفتار وشعار کے کونسے معیار کی تربیت دی گئی ہے۔وقت کا درست استعمال اور تعمیری کاموں میں صرف کرنا اسی تربیت کا حصہ ہوتا ہے۔اسلامی وقرآنی اسلوب پر مبنی تربیت اور خانگی طرزِ زندگی دنیا وآخرت کی کامیابی سے ہمکنار کرتی ہے،معاشرے کے ہر شخص کو وقت کے ضیاع کرنے والے اسباب سے خود کو محفوظ رکھنا چاہیے تاکہ عذابِ الٰہی سے بچا جا سکے۔

وقت کے ضیاع کے اسباب:

1. معصیت ونافرمانی
2. موت کو بھولنا
3. غیر اللہ کی محبت
4. رزق حلال کا فقدان
5. بُری صحبت
6. غیر اخلاقی حرکات(29)

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ،يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ، لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا(30)

"اور جس دن ظالم انسان اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا،اور کہے گا: کاش میں نے پیغمبر کی ہمراہی اختیار کی ہوتی۔ہائے میری بربادی کی میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔میرے پاس نصیحت آچکی تھی۔مگر اُس نے مجھے بھٹکایا،اور شیطان تو ہے ہی ایسا کہ وقت پڑنے پر انسان کو بے کس چھوڑ دے"

اللہ کی نصیحت واضح ہے کہ غفلت میں پڑ کر شیطان کو دوست نہ بنانا کہ وہ مدد گار نہیں ہے۔

خلاصہ کلام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو محدود آزادی اور چند فرائض وحقوق سے نوازا اور ایک ہدایت یافتہ قرآنی راہنمائی بھی میسر کر دی تاکہ وہ تکمیل فرائض کے بعد جو اوقات فراغت کے پائیں اُسے بھی تعمیری کاموں میں صرف کریں تاکہ نہ صرف وہ بلکہ پورا معاشرہ ذکر الٰہی سے دنیوی وآخروی کامیابی سے ہمکنار ہو سکے معاشرے کا ہر فرد جہاں بھی وہ ہو اور جس بھی حیثیت میں ہو اپنے فراغت کے اوقات تعمیری کاموں میں گزارنے کی سعی کرے اور ہر ذی عقل علمی ذہن پر فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ علمی حکمتیں اپنی ذات کے علاوہ دوسروں تک بھی پہنچائیں تاکہ جدید ملت اسلامیہ کی تشکیل نو کے ساتھ ساتھ قرآنی راہ نمائی ہماری زندگی میں عام ہو سکے اور ہم دنیا و آخرت میں پچھتانے والوں میں شامل نہ ہوں۔آمین!

حوالہ جات

1. دسنوی،شہاب الدین،جامع اردو لغات،بک کارنر پرنٹرز،جہلم،ص692
2. فیروز للغات،اردو جامع،فیروز اینڈ سنز،لاہور،ص866
3. دہلوی،سید احمد،فرہنگ آصفیہ،سنگ میل پبلیکیشنز،لاہور،2002ء،ص328
4. ایضاً،ص329
5. قاسمی،وحید الزمان،القاموس الجدید عربی،اردو،اسلامیات پبلیکیشنز،1990ء،ص698
6. غزالی،محمد بن محمد،مجربات مترجم حافظ یسین،الفیصل ناشران،لاہور،1983ء ص11
7. ایضاً،ص187
8. الاعراف7:54
9. ایضاً،التوبہ9:36
10. ایضاً،الرعد13:6
11. مودودی،ابو الاعلی،تفہیم القران،الرعد،ای بکس،دی چوائس،ڈاٹ کام
12. شاہ ولی اللہ،قطب الدین،حجۃ البالغہ،مترجم،خلیل احمد کتب خانہ شان اسلام لاہور،ص151
13. ایضاً،ص152
14. العصر103:1-3

15. مودودی،ابوالاعلی، تفہیم القرآن،العصر،ص1تا7

16. النحل80:16

17. ایضاً،النور19:24

18. یاسر نصر،ڈاکٹر،ہمارے بچے ہم سے کیا چاہتے ہیں،مترجم امان اللہ محمد،مکتبہ بیت الاسلام۔الریاض،2013ء،ص183

19. الم نشرح94:8۔7

20. .مودودی،ابوالاعلی، تفہیم القرآن،الم نشرح،ص14

21. االبقرہ152:2

22. الذاریات56:51

23. مودودی،ابوالاعلی، تفہیم القرآن،الذاریات،ص14

24. الرعد28:13

25. اشفاق احمد خان، قرآنک انسائیکلوپیڈیا،ج9،ملتان کتاب گھر،ملتان،2014ء،ص3313

26. الاعراف205:7

27. فاطر10:35

28. آزاد،ابولکلام،اولیاء اللہ واولیاالشیطان،طارق اکیڈمی،فیصل آباد2004ء ص54

29. السلفی،محمد عزیز یونس،زندگی اور وقت،مکتبہ دارالتوحید الاسلامیہ،لاہور،2017ء،ص25

الفرقان25:29-27